میں آزادی اور جمہوریت کے تصورات سے بحث کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں حالی وشبلی کے بعد شعرا کی دو درجہ بندیاں کی گئی ہیں۔ ایک درجے میں ترقی پسند شعرا اور دوسرے زمرے میں غیر ترقی پسند شعرا کی کاوشوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ فیض، ساحر، مجاز، مخدوم، کیفی، علی سردار جعفری ایسے شعرا کو اس لیے پہلے درجے میں جگہ ملی ہے کہ وہ ترقی پسندوں کے زمرے میں شامل ہیں، جب کہ اقبال، اکبرالہ آبادی، ظفرعلی خاں، اور چکبست وغیرہ کو غیر ترقی پسند شعرا کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ ایک مضحکہ خیز صورت ہے۔ مزید برآں اکبرالہ آبادی اور ظفرعلی خاں ایسے شعرا کو ۴،۴ صفحات میں سمیٹا گیا ہے اور تلوک چند محروم اور ساغر نظامی کو ان سے زیادہ صفحات کا مستحق سمجھا گیا ہے، حالانکہ اس سلسلے میں اکبر اور ظفرعلی خاں کی خدمات کسی طور تلوک چند محروم اور ساغر نظامی سے کم نہیں۔

مجموعی جائزے میں بجا طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ آزادی اور جمہوریت کے تصورات کی ترجمانی اور عوامی بیداری کے فروغ میں اُردو نظم نے تاریخ ساز اور ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا ہے اور اس ضمن میں شعرا حضرات کی خدمات کسی سیاسی کارکن سے کسی طور کم نہیں۔

کتاب کے سرورق پر موجود بھارت کے نقشے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ آزادی اور جمہوریت کی جدوجہد فقط انھی علاقوں میں ہوتی رہی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آزادی و جمہوریت کے ضمن میں بنگال اور پنجاب کے شعرا اور عوام کی خدمات بھی برعظیم کے دیگر علاقوں کے باشندوں سے کم نہیں۔ اس اعتبار سے یہاں صرف بھارت کے بجاے پورے برعظیم کا نقشہ دینا زیادہ قرینِ انصاف ہوتا۔ مجموعی طور پر کتاب اپنے موضوع پر ایک اچھی کاوش ہے، تاہم اس موضوع پر مزید کام کی گنجایش موجود ہے۔ (ساجد صدیق نظامی)

احمدی دوستو! تمھیں اسلام بلاتا ہے؟ محمد متین خالد۔ ناشر: علم و عرفان پبلشرز، اُردو بازار، لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۳۳۲۔ صفحات: ۳۸۲۔ قیمت: ۲۵۰ روپے (مجلد)

۱۹ ویں صدی میں انگریزی سامراج نے ہندستان میں پنجے گاڑے تو اس نے مختلف سطحوں پر اپنے اقتدار کے جواز کے لیے کام کیا۔ مثال کے طور پر جنگی میدان میں، تعلیمی محاذ پر، ثقافتی پہلو سے اور مذہبی دنیا کے اندر۔ ان کے لیے ایک بڑا مسئلہ یہ تھا کہ مسلمان اس کافرانہ